نمبر ۱۳ قادیان دارالامان مورخہ ۸ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۵ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ جلد ۱۲

تعلیم الاسلام عمارت فنڈ

تعلیم الاسلام سکول کی عمارت کے سوال کو مدنظر رکھکر قوم کو ایک سرکلر لیٹر کے ذریعہ آگاہ کیا گیا ہے اور مدرسہ کی ضروریات نے مجبور کر دیا ہے کہ مدرسہ کو اس کھلی زمین میں لے جائیں جو آبادی سے باہر اس مقصد کے لئے پچھلے سالوں میں خریدی گئی ہے صرف مدرسہ کی اپنی ضرورتیں ہی اس امر کی داعی نہیں بلکہ سلسلہ کی بہت سی ضروریات نے مجبور کر دیا ہے کہ مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارت کو باہر بنایا جاوے۔ کیونکہ مہمان خانہ کی ضروریات الگ وسعت مکان کو چاہتی ہیں اور لڑکیوں کے مدرسہ کے لئے بجائے خود ایک مکان کی حاجت ہے۔ اس وقت جس مکان میں مدرسہ ہے وہ اپریل ۱۹۰۸ء سے خالی کرالیا جاوے گا۔ کیونکہ صرف ایک ہی سال تک کے لئے ایک بھائی نے لڑکیوں کے سکول کے لئے مکان کے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور یہاں شہر میں مکانات ملنے مشکل ہو رہے ہیں۔ اور اپریل تک زنانہ سکول کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام ہو جانا چاہئیے۔ ایسا ہی بورڈنگ ہوس کی ضروریات ہیں مدرسہ عربی کے لئے بعد اعمارت درکار ہے

غرض

سلسلہ تعلیم الاسلام میں عمارت کا سوال بڑا ہی اہم اور ضروری ہے

اس ضرورت پر اب زیادہ بحث کی حاجت نہیں اب ضرورت ہے اس امر کی کہ جسقدر جلد ممکن ہو تعمیر فنڈ میں کافی روپیہ جمع ہو جاوے تو کام شروع کیا جاوے۔ انبالہ کی جماعت نے جس اولوالعزمی سے اس فنڈ میں حصہ لیا ہے وہ نہایت قابل قدر ہے۔ چودھری رستم علی صاحب نے انبالہ سے لکھا ہے کہ ایک مہینے کی پوری آمدنی کا مطالبہ کرنا چاہئیے تھا۔ اور جیسا کہ ناظرین کو جماعت انبالہ کی فہرست سے معلوم ہوا ہو گا وہاں کی جماعت کے افراد نے ایک ایک ماہ ہی کی آمدنی اس مد میں دی ہے۔ بجز ایک بھائی کے جنہوں نے ½ حصہ دیا ہے۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ بھی اس ضرورت کے اہم اور اشد ہونے کو تسلیم کر کے پورے ہی مہینے کی آمدنی دیدیں تاکہ انبالہ کی جماعت اس امر میں ممتاز نظر آوے۔ اس وقت ضرورت تھی کہ مدرسہ کی تمام اغراض اور میگزین کی مفت اشاعت کے لئے بھی تحریک ہو مگر یہ سمجھکر کہ ایک ہی وقت میں مختلف تحریکوں سے تینوں ہی ادھوری نہ رہیں صرف

عمارت فنڈ

کی تحریک کی گئی تھی اور میگزین کے متعلق ایڈیٹر الحکم نے قوم کو توجہ دلائی تھی کہ یورپ اور امریکہ میں اس کی بہت سی کاپیاں مفت جانی چاہئیں۔ انبالہ کی جماعت نے اس تحریک کو ساتھ رکھ لیا ہے۔ اور ۲۶ رسالوں کے لئے اسنے انتظام کر دیا ہے۔

بہر حال اخبار ... عمارت ... پر اگر قوم نے قدم مارا تو چالیس ہزار کیا ایک لاکھ جمع ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے چار لاکھ کی جماعت میں یہ کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ اسی سلسلہ میں فیروزپور کی انجمن احمدیہ کی چٹھی بھی قابل قدر اور شکر گذاری کے لایق ہے۔ فیروزپور کی انجمن کے ایک سرگرم ممبر چودھری محمد حیات خان صاحب سب انسپکٹر مندرجہ ذیل خط بھیجتے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ چودھری صاحب نے اشاعت میگزین کے سلسلہ میں بھی پانچ خریدار دیئے ہیں اور آیندہ وہ سعی کر رہے ہیں بہر حال اُن کا خط یہ ہے

آپ کی تجویز متعلق طیاری عمارت مدرسہ واقعی نہایت عمدہ ہے اور فی الحقیقت اُس قوم کے آگے جو آخرین منہم کی مصداق ہے۔ اور ایسے امام کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔ جس نے اس زمانہ میں اسلام کی لاج رکھ لی ہے۔ کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ میرا اپنا ایمان گواہی دیتا ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ اس ارادہ میں کامیاب ہو جاویں گے مختلف مقامات پنجاب ہندوستان میں بڑی بڑی کثیر التعداد کی انجمنیں ہیں۔ یہاں فیروزپور میں چند آدمیوں کی ایک چھوٹی سی انجمن ہے۔ اور ایک پودہ کی طرح ہے۔ جو ابتدا کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ آج اتوار کے دن آپ کی مرسلہ تجویز کو پیش کر کے کہا گیا۔ کہ واقعی اس عمارت کا شروع ہونا

قران السعدین

اللہ تعالیٰ ہی کی حمد اور ستایش ہو جس نے صہر اور نسب کو بنایا اور اس کے رسول پر صلوٰۃ اور سلام ہو جس نے رحمۃ للعالمین ہو کر دنیا میں صہری رشتوں کی عظمت اور قدر کو قایم کیا اور پھر خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے معطر کئے ہوئے مسیح موعودؑ اور ہمارے امام پر سلام ہو جس کے نسبی اور صہری شرف کے اظہار کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام سے شہادت دی

الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر و النسب

یعنی وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہارے نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے اللہ تعالیٰ کی یہ وحی ایک لمبا زمانہ ہوا حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق (جیسا کہ صراحت کے ساتھ پیشگوئیوں میں مذکور تھا) حضرت جری اللہ کا صہری تعلق دہلی کے ایک صحیح النسب اور دینداری میں ممتاز خاندان سے ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے موافق اس رشتہ کو بار ور فرمایا۔ چنانچہ کئی بچے جو اپنی اپنی رنگ میں

آیۃ اللہ

تھے اور ہیں خدا تعالیٰ نے عطا فرمائے ان میں سے حضرت بنت رسول صاحبزادی مبارکہ بیگم کے نکاح کی تقریب سعید

آج ۱۷ فروری ۱۹۰۸ء یوم دوشنبہ کو بعد نماز عصر

دارالامان کی جامع مسجد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خدام کی موجودگی میں ہوئی۔ صاحبزادی صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کا نکاح

۵۶ ہزار مہر

پر جناب نواب محمد علیخانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ سے ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت حکیم الامۃ مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام کے ارشاد کے موافق حسب معمول پڑھا۔ اس تقریب سعید پر میں حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کو

مبارکباد دیتا ہوں

جناب نواب صاحب پر جو فضل ہوا ہے اور خدا کے برگزیدہ رسول مہدی اور مسیح نے جس شفقت اور کرم سے انکو نوازا ہے وہ بہت ہی شکر گزاری کے قابل ہے اور اس لئے نواب صاحب بہت ہی مبارکباد کے قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ شرف اور بزرگی عطا فرمائی ہے اسلئے میں صدق دل سے اس انعام عظیم پر جو اللہ تعالیٰ نے انپر کیا ہے انہیں

مبارکباد دیتا ہوں

اس تعلق سے وہ خدا تعالیٰ کے مسیح کی دعاؤں سے بیش از بیش فیض اٹھائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے ان انعام و اکرام سے حصہ لیں گے جو نواب مبارکہ بیگم کی ذات بابرکات کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے موعود و مامور کے ذریعہ وعدہ فرمائے ہوئے ہیں اور جنکی صراحت کسی دوسرے وقت پر کیجائیگی۔ ہاں اشارۃً حضرت مسیح موعود کے یہ دو شعر یہاں درج کرتا ہوں جو

نواب مبارکہ بیگم

کے متعلق ہیں۔

ہوا اک خواب میں مجھپر یہ ظاہر ۔۔۔ کہ اس کو بھی ملیگا بخت برتر

لقب عزت کا پاوے وہ مقرر ۔۔۔ یہی روز ازل سے ہے مقدر

نواب مبارکہ بیگم یہ بھی الہامی اعزاز ہے اور اللہ تعالیٰ جسطرح چاہیگا اور جسوقت چاہیگا اپنے وعدوں کو پورا کریگا۔ بہر حال نواب صاحب کی سعادت اور خوش قسمتی جس کا اس تعلق سے

دور جدید

شروع ہوا ہے بہت بہت مبارکباد کے قابل ہے۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو اس انعام عظیم کی عظمت کا اظہار کر سکوں۔ حضرت حکیم الامۃ نے اپنے خطبہ میں کیا ہی لطیف فرمایا کہ ایک وقت تھا جب نواب محمد علیخاں صاحب کے مورث اعلیٰ شیخ صدر جہاں (علیہ الرحمۃ) کو ایک رئیس اعظم نے اپنی لڑکی دی تھی مگر یہ خدا کے فضل کا نتیجہ ہے اور اسکی نکتہ نوازی ہے کہ آج محمد علیخاں کو

سلطان دین نے اپنی لڑکی دی ہے

اور یہ اس بزرگ مورث سے زیادہ خوش قسمت ہیں یہ میرا دین میرا علم اور ایمان بتاتا ہے کہ وہ حضرت صدر جہاں سے زیادہ خوش قسمت ہیں۔

بہر حال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تقریب سعید بعد نماز عصر ہوئی۔ اور اسکے ساتھ ہی تین اور نکاح ہوئے اور اسطرح پر آج کا دن ہماری احمدی جماعت مقیم قادیان دارالامان کیلئے از بس خوشی کا دن اور مبارک دن تھا جبکہ حضرت خلیفۃ اللہ نے اپنے ایک خادم کی ذرہ نوازی فرمائی + بالآخر میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو ہر طرح مبارک فرماوے اور اپنے فضلوں کے وعدوں کو پورا کرے تا دنیا کی آنکھیں روشن ہوں اور اس کے برگزیدہ بندے مسیح موعودؑ کا جلال چمکے۔ آمین۔

اس تقریب سعید کی شمولیت کیلئے لاہور سے معزز احباب شیخ رحمت اللہ صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور منشی تاج الدین میاں چراغ الدین صاحب ڈاکٹر نور محمد صاحب حکیم محمد حسین صاحب قریشی بابو غلام محمد صاحب خلیفہ رجب الدین صاحب مستری محمد موسےٰ صاحب وغیرہم بھی حاضر ہو گئے تھے + حضرت حکیم الامۃ کا خطبہ اگلے الحکم میں

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰/ - آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کیساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۸/ - نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲/ - سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲/ - نور القرآن حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴/ - فیصلہ آسمانی قیمت ۲/ -

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ (۱۲/) سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴/ - حصہ دوم ۴/ - حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲/ - برہان الحق قیمت ۴/ - مجاہد المسیح قیمت ۳/ - خطبات کریمیہ قیمت ۴/ - تفسیر سورہ تبت ۳/ - نمونہ قرآن مجید ۳/

المشتہر

مینجر الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز شائع ہوگئی

کتاب حقیقت نماز جس میں حضور کے نفس سے نماز کی حقیقت کرادی [illegible] تفصیل سے بتائی گئی ہے [illegible] اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر فرض ہے [illegible] نماز کے کل مسائل [illegible] علاوہ حضرت [illegible] افسوس [illegible] فہرست الحکم [illegible] علاوہ محصول [illegible] ایک روپیہ [illegible] شیخ یعقوب علی [illegible] ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

چندہ وجوہات سے جس کا ذکر جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے موقعہ جلسہ سالانہ پر کیا تھا۔ نہایت ضروری ہے۔ میں نے اپنی نصف تنخواہ کا دینا منظور کر کے تحریک کی تو آناً فاناً ہر ایک بھائی نے اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ ماہواری پیش کر دیا۔ کیونکہ عموماً اصحاب یہاں کے ۵ روپیہ سے کم تنخواہ والے تھے۔ اور بیرونجات میں سکرٹری صاحب انجمن کو مامور کیا گیا کہ وہ جماعت زیرہ ضلع فیروزپور سے فراہمی چندہ کے ساعی ہوں انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ یہاں سے ہمت ہو سکی۔ کی جاوے گی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ یہ سلسلہ خود اُس کا قائم کردہ ہے۔ مجھے ایسے ایسے ذی وجاہت اصحاب اس سلسلہ میں دکھائی دیتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے نام پر ایک ایک کمرہ بنوا سکتے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ کرایہ کے خواہاں ہوں۔ خدا کرے اُن کے دل میں یہ اُمنگ پیدا ہو کہ وہ بہت جلد اپنے نام پر کمرہ ہاے کی طیاری کا بندوبست کریں۔

اسی سلسلہ میں تیسرا خط انجمن احمدیہ کپورتھلہ کا ہے جو بجنسہٖ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ نامۂ نامی مطبوعہ دربارہ فراہمی چندہ پینتیس ہزار روپیہ بنا ء تعمیر عمارت مدرسہ وغیرہ موصول ہوا۔ انجمن احمدیہ کپورتھلہ آنجناب کی اس تجویز کو کہ ہر ایک احمدی اپنی تنخواہ آمدنی ماہوار کا تیسرا حصہ دے نہایت پسند کرتی ہے بے شک یہ بہت ہی سہل طریق ہے جس کی ادائگی کے لئے چار اقساط تک کی آزادی بھی ہے۔ اس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر اسی جلسہ پر آمد شروع کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ چندہ وصولی قسطوار یہاں سے روپیہ پہنچتا رہے گا اور میں اندازاً عرض کرتا ہوں کہ قریباً دو سو روپیہ یا کچھ زیادہ انجمن احمدیہ کپورتھلہ کی معرفت پہنچ جائے گا۔

والسلام۔

ان خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ تحریک شروع ہے اور ابھی لاہور۔ سیالکوٹ۔ وزیرآباد۔ پشاور۔ ضلع جالندھر۔ لودہانہ۔ وغیرہ کی انجمنوں سے قابل اطمینان جواب پہنچنے کی توقع ہے جیسے جیسے خطوط آتے جائینگے وہ درج اخبار ہوتے رہینگے۔

لیکھرام کا مباہلہ

اگرچہ گذشتہ اشاعت میں لیکھرام کے مباہلہ کو میں درج کر چکا ہوں۔ اور اس کے مباہلہ میں سے بہت سی بیہودہ اور دور از کار باتوں کو چھوڑ دیا گیا تھا تاہم محض اس خیال سے کہ نادان کو اسپر حرف رکھنے کا موقع نہ ملے اس کی اپنی کتاب نسخہ خبط احمدیہ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۸ء کے صفحہ ۳۴۴ و ۳۴۵ کو نقل کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کتاب پر لیکھرام کے اپنے دستخط بھی ہیں۔ اور وہ یہ ہے

(خاتمہ مباہلہ) غلام احمد ۲۵۔ اور اگر پھر بھی باز نہ آئیں۔ تو آخر الحیل مباہلہ ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارت کر آئے ہیں مباہلہ کے لئے وید خوان ہونا ضروری نہیں ہاں باتمیز اور ایک باعزت اور نامور آریہ ضرور ہے جس کا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے سو سب سے پہلے لالہ مرلیدھر صاحب اور پھر لالہ جیونداس صاحب سکرٹری آریہ سماج لاہور اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

آریہ چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلی دھر صاحب و منشی جیونداس صاحب بہ سبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں بنابران اپنے اونشاء اور اُنکے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیازمند نے اپنے ذمہ لیا۔ پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغگو را تا بدروازہ باید رسانید عمل کر کے مرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی منظور کرتا ہوں اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشہور۔

میں نیاز القیام لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما مصنف تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ ہذا اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اول سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اور اُس کے دلایل کو بخوبی سمجھ لیا۔ بلکہ اُن کے بطلان کو بروے ست دھرم خود رسالہ ہذا میں شائع کیا۔ میرے دل میں مرزا جی کی دلیلوں نے کچھ بھی اثر نہیں کیا۔ اور نہ وہ راستی سے متعلق ہیں میں اپنے جگت پتا پرمیشور کو ساکھی جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جیسا ہر چہار وید مقدس میں ارشاد ہدایت بنیاد ہے اُسپر میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری روح اور تمام ارواح کو کبھی نیستی یعنے قطعی ناش نہیں ہے اور نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ میرے روح کو کسی نے نیست سے ہست نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہے گا۔ ایسا ہی میرا جسمی مادہ یعنے پرکرتی یا پرمانو بھی قدیمی یا انادی پرماتما کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود نہیں ہونگے۔ اور تمام جگت کا سرجنہار ایک ہی کرتار ہے دوسرا کوئی نہیں۔ میں پرمیشر کی طرح تمام دنیا کا مالک یا صانع نہیں ہوں۔ اور نہ سرب بیاپک ہوں۔ اور نہ انتر یامی بلکہ اُس مہان شکتی مان کا ایک ادنی سیوک ہوں مگر اُس کے گیان اور شکتی میں ہمیشہ سے ہوں معدوم کبھی نہیں ہوا اور نہ کوئی عدم خانہ کہیں ہے۔ بلکہ کسی چیز کو عدم نہیں۔ ایسا ہی وید کی اس انصافانہ تعلیم کو بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مکتی یعنے نجات کرموں کے مطابق مہاکلپ تک ملتی ہے۔ بعد اُس کے پرماتما کے نیاے کے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے محدود کرموں کا بے حد پھل نہیں ہے۔ میں ویدوں کی ان سب تعلیموں کو دلی یقین سے مانتا ہوں کہ پرمیشور جڑھ نہیں اور نہ جڑھ جگت پرمیشور ہے۔ اور نہ پرمیشور کی ذات سے یہ جگت بطور حصہ کے بنا ہے۔ اور نہ کن فیکون سے۔ بلکہ پرمیشور کے قبضہ میں سرب شکتی مان ہونے سے یہ مادہ جگت کا ہمیشہ سے ہے اور رہے گا۔ کبھی کوئی شے ناش مطلق نہیں ہوتی۔ ہاں رنگتیں۔ حالتیں اور کیفیتیں بدلتی ہیں اور اصلیت مادہ کی کبھی نیست نہیں ہوتی۔ میں یہ بھی مانتا ہوں۔ کہ پرمیشور گناہوں کو بالکل نہیں بخشتا ہے۔ بلکہ انصاف قدیم کے سبب سے سب کو مطابق اعمالوں کے سزا و جزا دیتا ہے۔ میرا کسی کی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہیں کیونکہ میں خدا کو راشی یا ظالم نہیں جانتا اور میں وید کے رو سے اس بات پر کامل و صحیح یقین رکھتا ہوں کہ چاروں وید [illegible]شور کا گیان ہے اُن میں ذرا بھی غلطی یا جھوٹھ یا کوئی قصہ کہانی نہیں اُن کو ہمیشہ ہر نئی دنیا میں پرماتما جگت کی ہدایت عام کے لئے پرکاش کیا کرتا ہے۔ اس سرشٹی کے آغاز میں جب انسانی خلقت شروع ہوئی پرماتما نے ویدوں کو شری اگنی شری وایو شری آدت شری انگرہ جیو چار رشیوں کے آتماؤں میں الہام دیا۔ مگر جبرئیل یا کسی اور چٹھی رسان کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی۔ کیونکہ وہ آسمان یا عرش پر نہیں بلکہ سرب بیاپک ہے۔ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشور کامل ہے پس اُس کا الہام بھی کامل زبان میں ہونا چاہئے۔ یہ صدہا فضلا و علما غیر ممالک کی شہادت سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ سنسکرت سب سے کامل ہے۔ پس وید ہی سب سے کامل اور مقدس گیان کی پُستک ہیں۔ آریہ ورت سے ہی تمام دنیا نے فضیلت سیکھی آریہ لوگ ہی سب کے اوستاد اول ہیں کیونکہ تواریخ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر (۵-۶ ہزار برسال میں) آئے ہیں۔ اور توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ

کتب لائے ہیں میں دلی یقین سے اُن پستکوں کے مطالعہ کرنے سے اور سمجھنے سے (باستثناء اُن باتوں کے جو وید مقدس اپ نشدوں یا شاستروں میں درج ہیں) اُن کی تمام مذہبی ہدایتوں کو بناوٹی اور جعلی اصلی الہام کے بدنام کرنے والی تحریریں خیال کرتا ہوں میرا پورا یقین ہے کہ ایشور کا الہام یا گیان نہیں بدلتا - اور نہ اُس میں غلطی یا دھوکا یا ظلم ہوتا ہے - اس واسطے اُس میں کمی بیشی کو بھی راہ نہیں مگر چونکہ توریت زبور انجیل قرآن باہمی ناسخ و منسوخ اور تغیر و تبدل سے بھری ہوئی غلطیوں سے مملو اور جور و ستم کے ہادی ہیں اُن کی سچائی کی دلیل سوائے طمع یا نادانی یا تلوار کے اُن کے پاس کوئی نہیں اس واسطے وہ سچے نہیں ہیں کیونکہ راستی لاتغیر ہوتی ہے اور اُن میں صدہا مقام پر تغیر و تبدل ہے پس ناراستی کے پھیلانے والا اور جھوٹ کو ترقی دینے والا سچا کبھی نہیں ہو سکتا -

چونکہ سچائی ویدوں سے نکلتی ہے اور وید آریہ ورت میں ظہور پذیر ہوئی پس بھگوان پرماتما کا کامل گیان سب سے پہلے آریہ ورت میں ہوا - بعد ازاں اور ملکوں میں پھیلا اور رشی لوگ بھی متفرق اوقات دور دراز ملکوں میں جا کر ست دھرم کا اپدیش سُناتے اور غیر آبادیوں کو آباد بناتے رہے - جیسا کہ اب سوامی دیانند جی مہاراج نے کیا اُن کا ملک امریکہ میں بھی جانے کا ارادہ تھا مگر آریہ ورت کی مذہبی اصلاح نے اُنھیں فرصت نہ دی - جس طرح میں تو راستی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی میں قرآن اور اُس کے اصولوں و تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں یا راستی اور علمیت کے قطعی دروغ ہیں - اُن کو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں - لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے - وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور اُس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے خواہ وہ راستی اور معقولیت اور علمیت کے کس قدر برخلاف ہوں جس طرح میں قرآن وغیرہ کو پڑھکر غلط سمجھتا ہوں ایسے وہ اُمّی محض سنسکرت سے اور ناگری سے محروم مطلق عربی کے گھمنڈ میں بھولا ہوا بغیر پڑھنے یا دیکھنے ویدوں کے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے - جس طرح میں فضلاء اسلام کے ترجمہ سے اُسے ملزم بناتا اور قرآن کی اصلی عبارت کو سنداً لاتا ہوں ویسے ہی وہ غیر مذاہب کے غیر مستند ترجموں کو خود پڑھکر نہیں بلکہ سُنے سُنائے یا افواہی طور پر لکھکر بے بنیاد حوالوں سے چھپواتا ہے اور لوگوں کو دھوکے میں پھنساتا ہے -

اسے پر میشور ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور جو ست دھرم ہے اُس کو نہ تلوار سے بلکہ ہمارے معقولیت اور دلایل کے اظہار سے جاری کرا اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر تاکہ جہالت و تعصب و جور و ستم کا ناش ہو - کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا ۔ (راقم آپ کا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور پنجاب)

حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ اور مشرقی

مشرقی تخلص ایک سکھ شاعر کا ہے جس کا نام گنڈا سنگھ ہے اس نے جیب جی کے ساتھ ایک نظم حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ کی شان میں لکھی ہے حُسن اعتقاد الگ چیز ہے وہ انسان سے جو چاہے کرا لے - مگر واقعات نفس الامری کو شاعرانہ مذاق میں بالکل چھوڑ دینا خصوصاً مذہبی شاعری میں ایک دیندار کے لئے نہایت ہی قبیح امر ہے - ہم نہیں کہتے کہ باوا صاحب کی تعریف نہ کی جاوے ضرور کی جاوے اس لئے کہ وہ ایک راست باز حق جو اور حق گو تھے مگر ان کی وہ تعریف کرنا جس کے وہ سزاوار ہوں اور نہ مدعی اخلاق اور راست بازی کے خلاف ہے اور پھر ایسی تعریف کرنا جو کسی فریق کے لئے موجب دل آزاری ہو اور بھی شرمناک ہے - مشرقی صاحب نے باوا صاحب کی تعریف میں جو نظم کہی ہے اُس کے چند شعر یہ ہیں :-

امام رُسل قدوۃ الانبیا — شفیع الامم زبدۃ الانبیا
سر سروران سرور مقبلاں — شہ عارفاں مرشد کاملاں
غرض بے شمار انکی ہیں معجزے — زبان قلم کیا ادا کر سکے
بلا جیب شرف ان کو معراج کا — رہے زیر صد سدرۃ المنتہیٰ
ہوئے چرخ بالا سے بالا گئے — وہاں چھوڑ بالا کو اقصیٰ گئے
نہ بالا رہا بلکہ مردانہ بھی — رہی طاقت نہ انہیں پرواز کی
وہ درگاہ نور اعلےٰ نور تھے — تجلے میں مانند صد طور تھے
ہوئے جب تجلی میں قدرت کے گم — ہماگوش میں آئی آواز قم
ہویدا ہوا نور رب جلیل — ندا ہوئی تب غیب سے کائی خلیل
یہ ساغر ہے زندگی نوش کر — ہوا ارشاد ہو غیب سے گوش کر
ہوئے جس قدر پیشتر انبیا — تجھے سب کا سردار ہم نے کیا

ان اشعار کو پڑھکر سکھ بھی تو خوش نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ باوا نانک کو خدا کا رسول ہرگز یقین نہیں کرتے اور نہ سکھ ازم کا یہ اصول ہے کہ وہ مسئلہ رسالت و الہام کا اقرار کریں اُن کے ہاں کوئی آسمانی اور الہامی کتاب نہیں -

پھر جبکہ وہ رسالت ہی کے منکر ہیں تو باوا صاحب کو خیر الرسل اور سرور مقبلاں وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کرنا در اصل

باوا صاحب کا تمسخر اڑانا ہے

جو ہمارے نزدیک سخت گناہ اور توہین ہے ایک راستباز کی - مثلاً مشرقی صاحب کے والد صاحب کو جو ایک انسان ہے یہ کہدیا جاوے کہ وہ تو جن ہے تو کیا مشرقی صاحب خوش ہو جائیں گے یا خود مشرقی صاحب کو - شاعر ہے یہ کہدیا جاوے کہ وہ زار روس ہیں تو کیا مشرقی صاحب اس سے خوش ہو جائیں گے بلکہ وہ صاف اقرار کریں گے کہ یہ میری ہنسی اُڑائی گئی ہے -

اسی طرح یہ باوا صاحب کے متعلق ان صفات کو موصوف کرنا جس کا انھوں نے خود کبھی دعوے نہیں کیا اور نہ ان کے متقدمین نے کبھی ان کے متعلق یہ اعتقاد رکھا ان کی ہجو ہے نہ مدح -

اور یہ مشرقی صاحب نے اپنے حسن اعتقاد کا اچھا ثبوت دیا - کیا مشرقی بتا سکتا ہے کہ باوا صاحب نے کبھی معراج کا دعوے کیا یا رسالت کا اعلان کیا ؟ ان اشعار میں مشرقی نے سکھوں کے اعتقاد پر سخت حملہ کیا ہے اور سکھ کہلا کر

باوا صاحب کی وہ ہجو کی ہے

جو پنڈت دیانند نے بھی اپنی ستیارتھ پرکاش میں نہیں کی ہوگی - آج تک ہم پنڈت دیانند کی ستیارتھ پرکاش کو باوا صاحب کی ہجو میں سب سے زیادہ سخت سمجھتے تھے مگر اب

اس نادان دوست نے اسپر بھی کمال کیا

در اصل مشرقی نے پرائی بدشگونی کے لئے اپنی ناک کٹوائی ہے اس نے ارادہ کیا تھا کہ اس طرح پر مسلمانوں کو ستاؤں اور دکھ دوں اُن کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہنچیگا مگر نادان نے اتنا نہیں سوچا کہ یہ تو اُلٹا سکھوں کو رنج دے رہا ہوں - دانشمند سکھ اس دوست کو

اُس احمق بندر کی مانند سمجھیں گے

جس کا ذکر انوار سہیلی میں ہے اور جو نادان دوست کا مصداق ہوا تھا - ہمیں اس نظم کو پڑھکر سخت رنج ہوا اس لئے کہ ہم بجائے خود باوا صاحب کے ایک ادنیٰ داس ہیں اور ان کی ہی پاک تعلیم نے ان کے چال چلن اور نمونے نے ہم کو وہ راہ دکھایا جسپر وہ

صراط مستقیم سمجھکر خود چلے

ہمیں اس امر کو سکھوں کی سنجیدہ اور دانشمند پبلک کے

سامنے پیش کر کے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس دلآزار نظم کو جپ جی سے الگ کریں اور گنڈا سنگھ پر قومی تعزیر لگائیں کہ اُس نے

باوا صاحب کی توہین کی ہے

یہ بالکل سچ ہے اور میرا اپنا ایمان ہے کہ باوا صاحب ایک نیک باخدا مرد تھے اور میں اس امر کے کہنے سے نہیں رک سکتا کہ اُنھوں نے اپنی صاف دلی اور نیک فطرتی کی وجہ سے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ادنےٰ خادموں اور چاکروں کے مقابر پر جا کر عرصہ تک استفاضہ روحانی کیا اور انھوں نے اپنا طرز عمل ایسا رکھا جس سے ان کے مذہب کے متعلق کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہ جاتی۔ چولا صاحب ان کے مذہب کا اعلان کرتا ہے کہ وہ

صادق مُسلمان تھے

اگر گرنتھ صاحب اور ساکھی (اور ان کی تعلیم جس طرح پر بل سکتی) اصاف بتاتی ہے کہ اُنھوں نے ایک متدین اور متقی مُسلمان کی طرح اپنی زندگی بسر کی۔ یہ ایک جدا مضمون ہے جس پر اس وقت بحث کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ پھر اسی نظم کے سلسلہ میں مشرقی صاحب نے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کو ناگوار بنانے کے لئے بہت ہی بیہودہ طریق اختیار کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں

ستم جب لگا کرنے اورنگ زیب۔ ولش غافل ز بیم وروز حسیب
ہوا ختم اقبال تیموریہ۔ بحکم خدا بخت بابر سیاہ
چھپا کوکب حشمت مغلیہ۔ ہوا نور افگن خور خالصہ

اِن اشعار میں اورنگ زیب کے خیالی مظالم کا ذکر کیا ہے اور بابر جیسے جلیل القدر اور فقیر دوست بادشاہ پر سخت حملہ کیا ہے۔ اگر مشرقی کو تاریخی واقعات سے کچھ بھی علم ہوتا تو ایسی بزدلی اور اخلاقی کمزوری سے کام نہ لیا جاتا وہ لوگ جو صدیاں گذر گئیں اس عالم فانی سے کوچ کر گئے اُن پر حملے کرنا جبکہ وہ اس کے جواب اور مدافعت کے لئے موقع نہیں پاتے

کیسی بزدلی ہے

بابر نے سکھوں پر جو احسان کئے ہیں اور خود باوا صاحب کی ذات سے جو سلوک کیا ہے وہ تاریخ کے صفحات سے مٹ نہیں گیا۔ اگر کسی اور تاریخ کے پڑھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ تو تاریخ خالصہ ہی پڑھو اگر مشرقی نے ان احسانات کا انکار کیا تو ہم اُس کو بتادیں گے اور منوادینگے۔ ہم یقین نہیں کرتے کہ دانشمند اور ذی علم سکھ کمیونٹی میں نہیں رہے نہیں ہیں اور ضرور ہیں۔ وہ تسلیم کریں گے اور مشرقی کو شرمندہ کریں گے۔ مشرقی نے پہلے تو

باوا صاحب کی ہجو کی

اور اب سکھ کمیونٹی پر محسن کشی کا الزام لگانا چاہتا ہے گیا اس نے سکھوں کو ایسا بے وقوف سمجھ لیا ہے کہ وہ اس کی اس تحریر کا مطلب نہ سمجھ سکیں ہم مشرقی کو

انعام دیں گے

اگر وہ بابر بادشاہ کا کوئی ظلم سکھوں پر ثابت کردے اور اگر ثابت نہ کر سکے اور نہیں کر سکے گا تو پھر اس کی پاداش میں بجز لعنت اللہ علے الکاذبین۔

اور کیا کہیں۔ پھر مشرقی صاحب کو یہاں تک بھی صبر نہیں آیا۔ **باوا صاحب** کی ہجو۔ قوم کی ہجو کر کے بیٹھ نہیں بھرا۔ باوا صاحب کے خوارق بیان کرتے ہوئے عقلمندوں کو اور بھی ہنسی کا موقعہ دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

قدم زن ہوئے بحر پر مثل بر
اُڑے آسمانوں پہ لے بال و پر

مشرقی صاحب سے تو کیا پوچھنا ہے اس نے تو عقل کو شاید مغرب میں بھیجدیا ہے مگر ہم سکھوں کی تعلیم یافتہ پارٹی سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ہوا میں اُڑنا اور دریا میں پاپیادہ چلنا معجزہ یا نبوت کی شان ہے ہم تو **باوا صاحب** کو نہایت ہی عزت اور تعظیم کی نظر سے دیکھتے اور

واجب الاحترام گورو

سمجھتے ہیں مگر اس شعر کے مصنف نے تو سخت ہتک کی ہے۔ پانیوں پر چلنا تو آبی پرندوں کا کام ہے اور ہوا میں اُڑنا زاغ و زغن کا۔ ہاں ایسی ایجادیں ہوئی ہیں۔ جن سے انسان پانی پر چل سکتا ہے اور ہوا میں اُڑ سکتا ہے پھر اس میں خوارق کی کیا بات ہوئی۔ صلحا اور راستباز لوگ ایسے شعبدہ بازیوں سے اعلےٰ مقام رکھتے ہیں۔ اور یوں ایسے لوگ گذرے ہیں جو

تراکشتی آورد و مارا خدا

کہہ اُٹھتے ہیں۔ اسپر بھی بس نہ کر کے مشرقی نے گرنتھ صاحب پر بھی ہاتھ صاف کیا ہے۔ یہ مضمون لمبا ہوتا جاتا ہے اس لئے ہم اس کو اسی مقام پر ختم کرتے ہیں۔ اور اگلی اشاعت میں اسپر کچھ اور لکھینگے۔ اور خالصہ کمیونٹی سے اپیل کریں گے۔ کہ وہ ایسی بیہودہ۔ رنجیدہ اور باوا صاحب اور سکھ کمیونٹی کی سخت توہین کرنے والی نظم کو جلا کر مشرقی سے جواب لیں کہ کیوں اُس نے ایسی حرکت کی۔

راقم داسن داس
برہم چاری سورن سنگھ

مختصر نوٹ اور نکات

عام نظارہ قدرت پر جو لوگ غور کرنے کے عادی ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اجسام میں دو قسم کی قوتیں ہیں متوثرہ۔ اور متاثرہ یعنے یا تو وہ دوسروں پر اثر ڈالتے ہیں یا دوسروں کا اثر قبول کرتے ہیں اور انسان کا لفظ جو دو قسم کی قوتوں اور محبتوں کا مجموعہ ہے فی نفسہ اس امر کو ظاہر کرتا ہے۔ انھیں قوتوں کے اصول کو مدنظر رکھکر خالق فطرت نے انسان کو یہ حکم دیا ہے۔

کونوا مع الصادقین

صادقوں کی صحبت اور محبت میں ایک خاص اثر ہے۔ ان کی توجہ ان کی عقد ہمت ان کا استقلال ان کا غنا ان کا دائمی سرور اور اطمینان ان کے حرکات سکنات اندر ہی اندر صحبت میں رہنے والے پر اثر کرتے ہیں اور وہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی ایسی تبدیلی اور انقلاب اس کی حالت میں پیدا ہو رہا ہے جو پہلے نہ تھا۔ پس جبکہ **صادق** اور **مصدوق** دُنیا میں موجود ہو تو اس کی صحبت اکسیر اور اس کی معیت **نور علے نور** ہے کیونکہ

نیست ممکن نکند صحبت نیکاں تاثیر
گل بخندید رساند اثر شبنم را

قوموں کے عروج اور اوج اور ان کے زوال اور انحطاط کے اسباب پر محققین اور فلاسفروں نے بڑی بڑی دلچسپ اور ضخیم بحثیں کی ہیں ان میں سے اسباب انحطاط اور زوال پر لکھنے والوں کی بحثوں کا خلاصہ جو قدر مشترک کے طور پر نکالا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی قوم اپنی **خصوصیت قومی** کو چھوڑ دیتی ہے یا اس سے دور جا پڑتی ہے تو اس کا نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوتا ہے کہ وہ قوم **مردہ** ہو جاتی ہے اور اس میں وہ **روح** باقی نہیں رہتی جو اس کی قومی زندگی کا سہارا تھی۔ اور جسکو دوسرے الفاظ میں

حمیتِ قومی

کہا جاتا ہے حمیت **قومی** اس طریق عمل کا نام ہے جسکے ذریعہ اس خصوصیت کو قائم رکھا جاتا ہے جو اسے دوسری قوموں یا افراد انسانی سے ممتاز بناتی ہے ٭ **اسلام** نے قوم میں زندگی کی اس روح کو

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

کہہ کر پیدا کیا تھا کیونکہ جب ایک شاخ ایک درخت سے الگ ہو جاوے تو خواہ اُس کی زندگی کے لوازمات اور اسباب سے کتنا ہی حصہ کیوں نہ دیا جاوے وہ ضرور سڑ جائے گی۔ اور ایک عضو جو جسم انسانی سے کاٹا جاوے

خواہ اسے کیسا ہی کھلی ہوا میں رکھا جاوے اور شیرین پانی میں اسے رکھا جاوے مگر وہ دن بدن سڑ جائے گا۔ یہ ایک اصل تھی جس پر قرآن مجید نے مسلمانوں کو قایم کیا تھا مگر انھوں نے اسے چھوڑا اور اس کا نتیجہ بھگت لیا۔ قومیت اور عصبیت کو چھوڑ کر قوم کا نشان مٹ جاتا ہے اور وہ مردہ قوم متصور ہوتی ہے

از صراط المستقیم قوم پا بیروں منہ
چوں گسست از رشتہ سوزن زر و خود را گم کند

حمیت قومی کی روح کے نفخ کا بھی دراصل ایک وقت ہوتا ہے اور وہ وقت وہ ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور اور مصلح آتا ہے اس وقت ہر قسم کی طبیعتوں میں ریفارمیشن کی ایک اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے کوئی اس کا محرک ہو یا نہ ہو کیونکہ فطرت میں ایک نفخ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ اور قضا و قدر اس وقت چاہتی ہے کہ حالت موجودہ میں اصلاح ہو۔ جیسے اس وقت جبکہ بارش ہوتی ہے ہر بیج خواہ وہ کیسا ہی ناقص کیوں نہ ہو اپنی طاقت کے موافق نشو و نما پاتا ہے ٹھیک اسی قاعدہ کے ماتحت جب خدا تعالیٰ کا مامور آتا ہے تو ہر عقل اور ہر طبقہ کے لوگوں میں ایک اصلاح شروع ہو جاتی ہے کہیں وہ اصلاح سیاسی اصلاح کے رنگ میں نمودار ہوتی ہے کہیں اخلاقی رنگ میں کہیں علمی طرز پر اور کہیں مجلسی صورت میں۔ پس یہ کیسا آسان اور سوٹا گر ہے کہ جب دُنیا میں اصلاح کا عام جوش اور شوق ہو تو دانشمند دلوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی تحقیقات کے سلسلے کو وسیع کریں اور اسی پر قانع نہ ہو جائیں کہ اصلاح اور ریفارمیشن کی صدائیں اُن کے کانوں میں گونجتی ہیں بلکہ انھیں اس مامور مصلح کو تلاش کرنا چاہیئے جس کی آمد کی وجہ سے یہ عام تحریک ہو رہی ہے۔

بشنوید اے طالبان کز غیب بکنند این ندا
مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

مُسلمانوں نے خیرات کا مطلب ایسے بُرے معنوں میں سمجھا ہے کہ خیرات کا اصلی مفہوم ہی فوت ہو گیا ہے اور اب خیرات کا مفہوم نری شہرت کا مترادف قرار دیا گیا ہے اس سے کوئی بحث نہیں کہ اصل غرض کیا ہے؟ امرتسر کے ایک رئیس نے لڑکے کی شادی پر بہت کچھ خرچ کیا اسے توجہ دلائی گئی تو اب معلوم ہوا کہ آپ نے ایک اسلامیہ کُتب خانہ کو ایک ہزار روپیہ نقد دیا۔ مگر نہیں معلوم کہ اس کتب خانہ کے اغراض کیا ہیں؟ ایک اسلامیہ کتب خانہ امرتسر میں کتابوں کی تجارت کرتا ہے اگر وہ اسلامی کتابوں کی اشاعت کے لئے ہی یہ رقم دینا چاہتے تھے تو ضروری تھا کہ یورپ اور امریکہ میں **اشاعت اسلام** کے سلسلے میں اسی رقم کو خرچ کرتے۔ یا اپنے شہر کے اسلامیہ سکول میں دینیات کی شاخ کے لئے خرچ کر دیتے مگر سمجھائے کون؟

ذکا خیل افغانوں نے سرحد پر جو طوفان لوٹ مار کا طوفان برپا کر رکھا تھا اور پشاور میں جس دلیری کیساتھ ڈاکہ کی واردات ہوئی ہے اس نے سرکار کو انتظام کی طرف متوجہ کیا ہے اور اب تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ذکا خیل کی شرارتوں کو روکنے کے لئے ایک مہم روانہ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے جو چھاونی نوشہرہ میں فوجی طیاریوں سے عیاں ہے ۱۳ فروری کو کوچ بولدیا گیا ہے۔ خدا خیر کرے

مکّہ معظمہ کو دُنیا کی ناف کہتے ہیں احمقوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ جب اسلام یا مُسلمان مکّہ کو ناف عالم مانتے ہیں تو وہ زمین کے متعلق اس کی کرویت کے مسئلہ مسلمہ کا انکار کرتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ ایسے معترضین نے سوچا ہی نہیں کہ مکّہ کو ناف کہنے سے مطلب کیا ہے؟ حقیقت الامر یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچے کو کھانا پینا سب کچھ ناف کے ذریعہ سے ملتا ہے اور پیدا ہونے پر بھی ناف کا تعلق ماں سے ہوتا ہے۔ پس اس استعارہ کے نیچے یہ امر مخفی تھا اور ہے کہ دراصل **توحید** کا دودھ یہیں سے یعنے مکہ معظمہ سے لوگوں کی پرورش کے لئے پہنچا ہے اس حیثیت سے وہ دُنیا کی ناف اور مکہ **ام القری** ہے۔

مُسلمانوں کی شومی اعمال نے انھیں کچھ ایسا متفرق اور پریشان کر دیا ہے کہ بجائے اس کے کہ ان میں باہم کوئی ہمدردی اور اخوت ہوتی ہے باہم لڑمرنے لگے ہیں۔ بمبئی میں **محرم** کے روز وہاں کے شیعہ سُنیوں میں ایسا ہنگامہ ہوا کہ امن قائم رکھنے کے لئے گورہ فوج طلب کی گئی بیسیوں آدمی مجروح ہوئے اور پولیس کمشنر کے فایر کرنے پر چار آدمی ہلاک ہوئے۔ اور زخمیوں سے کئی ہسپتال بھرے پڑے ہیں۔ فساد کی بنا تعزیوں کا اُٹھانا اور ماتم تھا۔ گذرے ہوئے واقعات پر رونا اور چلانا تو اب کہانی سمجھی جائے گی مسلمانوں کو تو ابھی موجودہ زمانے کے واقعات پر ہی رونے سے فرصت نہیں کیا یہ واقعہ قوم کے لئے رونے کا موجب نہیں۔ وہ ملت بیضا جس نے مختلف قوموں اور نسلوں کو ملا کر ایک کر دیا تھا اور جاہلیت کے کینوں اور انتقام لینے کی عادتوں میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا تھا۔ اب اس حالت میں ہے کہ ایک تاریخی واقعہ کو مذہبی رنگ دیکر اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ اب آپس میں بھائی بھائی لڑ مرے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس سے بڑھکر اور رونے کا کیا مقام ہوگا پس جو ماتم حسین میں رونا چاہتا ہے۔ اسے پہلے اپنی قوم کا ماتم کرنا چاہیئے۔

سُنیوں اور شیعوں تک ہی یہ اختلاف اور جدال محدود نہیں مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں یہ وبا اور آگ پھیلی ہوئی ہے اور تو اور وہ لوگ جو صوفی اور درویش کہلاتے تھے اور جن کا مسلک

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

کہا جاتا تھا۔ ہر چند یہ مسلک ایک موحد اور مخلص مسلمان کا نہیں ہو سکتا تاہم عام طور پر جو مشہور تھا کہ صوفیوں اور درویشوں میں اتحاد ہوتا ہے اب اس گروہ نے جنوبی ہندوستان میں جو نظارہ دکھایا ہے وہ نہایت ہی خطرناک اور عبرت بخش ہے نقشبندیہ کہتے ہیں ہم اچھے ہیں قادریہ کہتے ہیں ہم افضل ہیں اس تو تو میں میں میں شیرازہ قوم بکھر رہا ہے اور جنگ ہنسائی ہو رہی ہے مگر یہ جھگڑے ہیں کہ بڑھ رہے ہیں گھٹنے میں نہیں آتے۔ اس پر بھی کہا جاتا ہے کہ

امام کی ضرورت نہیں

آہ صد آہ! چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

قبرستان میں کبھی کبھی جانے سے انسانی قلب پر عجیب رقت پیدا ہوتی ہے اسے اپنی زندگی کا انجام اور آخری گھر نظر آتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس شہر کے رہنے والے کیسے خاموش اور امن جو ہیں ان میں کیسا صبر اور برداشت ہے وہ کسی آنے والے کو نہیں روکتے اور تھوڑی سی زمین میں گذارہ کر لینے کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ کیسا عبرت کا سماں ہے اس خاک میں سونے والے مختلف اوقات میں انسانی زندگی کے مختلف مرحلوں سے گذرے ہیں اور مختلف طبقوں کے لوگ ہیں

دیدہ عبرت سے گورستاں کی جانب کر نگاہ
خاک پر سوتے ہیں کیا کیا قصر و ایواں چھوڑ کر

انسان عجز و انکساری سے عزت پاتا ہے مغرور اور متکبر رسوائی اور ذلت کے صدمے اٹھاتا ہے عجز و حلم اپنے آپ میں پیدا کرو یہ ہر دو وصف دنیاوی مشکلات میں تمہاری گرہ کشا ہونگے

اسلام کے ثمرات

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

واضح ہو کہ جب کوئی اپنے مولیٰ کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جائے اور نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں میں ہر ایک قوت اُسکے کام میں لگ جائے تو آخری نتیجہ اُس کی اس حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہدایت کے اعلیٰ تجلیات تمام حجب سے مبرا ہو کر اُس کی طرف رُخ کرتے ہیں اور طرح طرح کے برکات اُس پر نازل ہوتے ہیں اور وہ احکام اور وہ عقاید جو محض ایمان اور سماع کے طور پر قبول کئے گئے تھے اب بذریعہ مکاشفات صحیحہ اور الہامات یقینیہ قطعیہ مشہود اور محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں اور معلقات شرع اور دین کے اور اسرار سربستہ ملت حنیفیہ کے اُس پر منکشف ہو جاتے ہیں اور ملکوت الہی کا اُس کو سیر کرایا جاتا ہے تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کامل حاصل کرے اور اُس کی زبان اور اُس کے بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکات سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور ایک فوق العادت شجاعت اور استقامت اور ہمت اُس کو عطا کی جاتی ہے اور شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام اُسکو عنایت کیا جاتا ہے اور بشریت کے حجابوں کی تنگدلی اور خست اور بخل اور بار بار کی لغزش اور تنگ چشمی اور غلامی شہوات اور رذالت اخلاق اور ہر ایک قسم کی نفسانی تاریکی بکلی اُس سے دور کر کے اُس کی جگہ ربانی اخلاق کا نور بھر دیا جاتا ہے تب وہ بکلی مبدل ہو کر ایک نئی پیدائش کا پیرایہ پہن لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے سنتا اور خدا تعالیٰ سے دیکھتا اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ حرکت کرتا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ٹھیرتا ہے اور اُسکا غضب خدا تعالیٰ کا غضب اور اُس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم ہو جاتا ہے اور اس درجہ میں اُس کی دعائیں بطور اصطفاء کے منظور ہوتی ہیں نہ بطور ابتلا کے اور وہ زمین پر حجت اللہ اور امان اللہ ہوتا ہے اور آسمان پر اُس کے وجود سے خوشی کی جاتی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطیہ جو اُس کو عطا ہوتا ہے مکالمات الہیہ اور مخاطبات حضرت یزدانی ہیں جو بغیر شک اور شبہ اور کسی غبار کے چاند کے نور کی طرح اُس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں اور ایک شدید الاثر لذت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور طمانیت اور تسلی اور سکینت بخشتے ہیں اور اس کلام اور الہام میں فرق یہ ہے کہ الہام کا چشمہ تو گویا ہر وقت مقرب لوگوں میں بہتا ہے اور وہ روح القدس کے بلائے بولتے اور روح القدس کے دکھائے دیکھتے اور روح القدس کے سُنائے سُنتے اور اُن کے تمام ارادے روح القدس کے نفخ سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے کہ وہ ظلی طور پر اس آیت کا مصداق ہوتے ہیں وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ لیکن مکالمہ الہیہ ایک الگ امر ہے اور وہ یہ ہے کہ وحی متلو کی طرح خدا تعالیٰ کا کلام اُن پر نازل ہوتا ہے اور وہ اپنے سوالات کا خدا تعالیٰ سے ایسا جواب پاتے ہیں کہ جیسا ایک دوست دوست کو جواب دیتا ہے اور وہ اُس کلام کی اگر ہم تعریف کریں تو صرف اس قدر کر سکتے ہیں کہ وہ اللہ جل شانہ کی ایک تجلی خاص کا نام ہے جو بذریعہ اُس کے مقرب فرشتہ کے ظہور میں آتی ہے اور اُس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا دعا کے قبول ہونے سے اطلاع دی جائے یا کوئی نئی اور مخفی بات بتائی جائے یا آئندہ کی خبروں پر آگاہی دی جائے یا کسی امر میں خدا تعالیٰ کی مرضی اور عدم مرضی پر مطلع کیا جائے یا کسی اور قسم کے واقعات میں یقین اور معرفت کے مرتبہ تک پہنچایا جائے بہر حال یہ وحی ایک الٰہی آواز ہے جو معرفت اور اطمینان سے رنگین کرنے کے لئے منجانب اللہ پیرایہ مکالمہ و مخاطبہ میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اور اس سے بڑھکر اُس کی کیفیت بیان کرنا غیر ممکن ہے کہ وہ صرف الہی تحریک اور ربانی نفخ سے بغیر کسی قسم کے فکر اور تدبر اور خوض اور غور اور اپنے نفس کی دخل کی خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک قدرتی ندا ہے جو لذیذ اور پُر برکت الفاظ میں محسوس ہوتی ہے اور اپنے اندر ایک ربانی تجلی اور الٰہی صولت رکھتی ہے۔

اس جگہ ہر ایک سچے طالب کے دل میں بالطبع یہ سوال پیدا ہو گا کہ مجھے کیا کرنا چاہئیے کہ تا یہ مرتبہ عالیہ مکالمہ الہیہ حاصل کر سکوں پس اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک نئی ہستی ہے جس میں نئی قوتیں نئی طاقتیں نئی زندگی عطا کی جاتی ہے اور نئی ہستی پہلی ہستی کی فنا کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جب پہلی ہستی ایک سچی اور حقیقی قربانی کے ذریعہ سے جو فدائے نفس اور فدائے عزت و مال و دیگر لوازم نفسانیہ سے مراد ہے بکلی جاتی رہے تو یہ دوسری ہستی فی الفور اُس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ پہلی ہستی کے دور ہونے کے نشان کیا ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب پہلے خواص اور جذبات دور ہو کر نئے خواص اور نئے جذبات پیدا ہوں اور اپنی فطرت میں ایک انقلاب عظیم نظر آوے اور تمام حالتیں کیا اخلاقی اور کیا ایمانی اور کیا تعبدی ایسی ہی بدلی ہوئی نظر آویں کہ گویا اُن پر اب رنگ ہی اور ہے غرض جب اپنے نفس پر نظر ڈالے تو اپنے تئیں ایک نیا آدمی پاوے اور ایسا ہی خدا تعالیٰ بھی نیا ہی دکھائی دے اور شکر اور صبر اور یاد الہی میں نئی لذتیں پیدا ہو جائیں جن کی پہلے کچھ بھی خبر نہیں تھی اور بدیہی طور پر محسوس ہو کہ اب اپنا نفس اپنے رب پر بکلی متوکل اور غیر سے بکلی لاپروا ہے اور تصور وجود حضرت باری اس قدر اُس کے دل پر استیلا پکڑ گیا ہے کہ اب اُس کی نظر شہود میں وجود غیر بکلی معدوم ہے اور تمام اسباب ہیچ اور ذلیل اور بے قدر نظر آتے ہیں اور صدق اور وفا کا مادہ اس قدر جوش میں آ گیا ہے کہ ہر ایک مصیبت کا تصور کرنے سے وہ مصیبت آسان معلوم ہوتی ہے اور نہ صرف تصور بلکہ مصائب کے وارد ہونے سے بھی ہر یک درد میں رنگ لذت نظر آتا ہے تو جب یہ تمام علامات پیدا ہو جائیں تو سمجھنا چاہئیے کہ اب پہلی ہستی پر بکلی موت آ گئی۔

اس موت کے پیدا ہو جانے سے عجیب طور کی توفیقیں خدا تعالیٰ کی راہ میں پیدا ہو جاتی ہیں وہ باتیں جو دوسرے کہتے ہیں پر کرتے نہیں اور وہ راہیں جو دوسرے دیکھتے ہیں پر چلتے نہیں اور وہ بوجھ جو دوسرے جانچتے ہیں پر اُٹھاتے نہیں ان سب امور شاقہ کی اُس کو توفیق دی جاتی ہے کیونکہ وہ اپنی قوت سے نہیں بلکہ ایک زبردست آلہی طاقت اُسکی اعانت اور امداد میں ہوتی ہے جو پہاڑوں سے زیادہ اُس کو استحکام کی رو سے کر دیتی ہے اور ایک وفادار دل اُس کو بخشتی ہے تب خدا تعالیٰ کے جلال کے لئے وہ کام اُس سے صادر ہوتے ہیں اور وہ صدق کی باتیں ظہور میں آتی ہیں کہ انسان کیا چیز ہے اور آدم زاد کی حقیقت ہے کہ خود بخود اُن کو انجام دے سکے وہ بکلی غیر سے منقطع ہو جاتا ہے اور ماسوا اللہ سے دونوں ہاتھ اُٹھا لیتا ہے اور سب تفاوتوں اور فرقوں کو درمیان سے دور کر دیتا ہے اور وہ آزمایا جاتا اور دکھ دیا جاتا ہے اور طرح طرح کے امتحانات اُس کو پیش آتے ہیں اور ایسی مصائب اور تکالیف اُس پر پڑتی ہیں کہ اگر وہ پہاڑوں پر پڑتیں تو اُنھیں نابود کر دیتیں اور اگر وہ آفتاب اور ماہتاب پر وارد ہوتیں تو وہ بھی تاریک ہو جاتے لیکن وہ ثابت قدم رہتا ہے اور وہ تمام سختیوں کو بڑی انشراح صدر سے برداشت کر لیتا ہے اور اگر وہ نادان حوادث میں پیسا بھی جاوے اور غبار سا کیا جائے تب بھی بجز انی مع اللہ کے اور کوئی آواز اُس کے اندر سے نہیں آتی۔ جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اُس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور اُن تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پا لیتا ہے جو اُس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیا

اور رسول کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے وہ حقیقت جو انبیا میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیا میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرائہ میں ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بہ باعث شدت اور ضعف کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔

گلدستہ اخبار

(دنیاء اسلام)

فروری کے مہینے میں بعض جلیل القدر مسلمانوں کی وفات کی خبر افسوسناک ہیں۔ نواب محسن الملک مرحوم کی بیوہ نے ۳ فروری ۱۹۰۸ء کی شب کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئیں۔ مرحومہ بیش قرار مال و دولت چھوڑ گئی ہے۔

پٹیالہ خلیفہ سید محمد حسین سابق پرائم منسٹر حال سینیر ممبر کونسل پٹیالہ نے ایک ہفتہ بخار سے بیمار رہ کر پچھلے شنبہ کو ریاست پٹیالہ میں رحلت فرمائی۔ سر ریاست پٹیالہ میں یہ خاندان بڑا معزز اور محترم خاندان تھا۔ اور گورنمنٹ اور ریاست ان کے خاندان کو اور خود خلیفہ صاحب کو اپنے وقت بہت بڑا معتمد علیہ یقین کرتی تھی۔

ان خبروں کے ضمن میں وہ خبر بھی ہے جو مصری نیشنلسٹ **مصطفٰی کامل** کی وفات کی ہے لنڈن کی ۱۰ فروری کی تاریخ کی منظر ہے کہ مصطفٰی کامل نے وفات پائی۔ مصطفٰی کامل برسوں سے پولٹیکل تحریک کا محرک تھا اس نے مصر میں ایک گروہ الحزب الوطنی نام پیدا کر دیا تھا۔ اور اس نے مصر میں اللوا نامی ایک سربر آوردہ جریدہ یومیہ جاری کر رکھا تھا مگر انگلستان کی سیاحت کے بعد انگریزی اور فرنچ میں دو روزانہ اخبار جاری کر دیے جن کا نام اجپشین سٹنڈرڈ اور لیتندرا اجپشین بھی جاری کر دیئے تھے مگر موت کی حکومت عجیب حکومت ہے اس نے آتے ہی وہ صف لپیٹ دی اور مصطفٰی کامل اس سے پہلے کہ اپنی جد و جہد کو بارور ہوتے دیکھتا اس دنیا سے رخصت ہوا مصطفٰی کامل کے جنازہ کے ساتھ پچاس ہزار آدمی تھے جن میں بہت سے طلبا تھے۔ نظارہ موثر تھا۔

خدا تعالٰی مرنے والوں پر اپنا رحم کرے۔ آمین۔

بحکم سلطانی قونیہ اور حلب میں دو جدید قانونی مدارس کھولے جائیں گے۔

حجاز ریلوے لائن پر جدید فوجی افسروں کی آسامیاں مدارس جنگی کے تازہ کامیاب طلبہ سے پر کی گئی ہیں۔

جامع ازہر کی یونیورسٹی کی اصلاح کے لئے خدیو معظم عباس حلمی پاشا نے ایک بینچنگ کمیٹی بنائی ہے۔

اس یونیورسٹی میں اب علوم ریاضیات اور دیگر علوم جدیدہ اور کارآمد فنون خوشخطی اور عربی انشا پردازی بھی شامل کر دیے ہیں۔

زکا خیل آفریدیوں پر تادیبی مہم روانہ کی گئی جنہوں نے انگریزی علاقہ میں گیارہ چھاپے مارے ہیں جس میں علاوہ بہت سی لوٹ کے کئی جانیں ہلاک کی ہیں۔

نوشہرہ میں فوج جمع ہو گئی ہے۔

مکہ سے حاجی واپس آ رہے ہیں ہیضہ وغیرہ سے ان لوگوں کو بہت تکلیف برداشت کرنی پڑی کئی روز تک چار چار سو آدمی ہلاک ہوتے رہے جمعہ کے روز جو لوگ جہاز سے اترے وہ آرتھر روڈ کے شفاخانہ میں بھیجے گئے۔

عام خبریں

بمبئی میں چیچک کا بہت زور ہے ٹیکہ پر زور دیا جاتا ہے۔

مسز اینی بسنٹ ہندوستان میں تھیاسوفیکل سوسائٹی کے متعلق ایک یونیورسٹی قائم کرنا چاہتی ہیں۔

مہاراجہ دربھنگہ نے راجکمار کی ولادت کی خوشی میں اڑھائی لاکھ روپیہ کلکتہ یونیورسٹی کے کتب خانہ کو پچاس ہزار بانکی پور کے یتیم خانہ کو جسے پچاس ہزار پہلے بھی دیے جا چکے ہیں اور پچاس ہزار دربھنگہ کے یتیم خانہ کو اور ۱۲ ہزار روپیہ یتیم خانہ کی عمارت کے لئے کلکٹر کو دیا ہے۔

روسی ریلوے چور مدراس میں گرفتار ہو گیا ہے۔

۳ ماہ رواں کی شب کو کراچی چھاؤنی میں کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کے دفتر کے قریب چار پٹھانوں نے ڈاک کی گاڑی پر حملہ کیا گاڑی بان کو سخت زد و کوب کیا تھیلوں میں جو کچھ تھا نکالا اور بھاگ گئے پولیس سرگرم تلاش ہے مگر وہ اب تک گرفتار نہیں ہوئے۔

حضور والیسرائے ۲۰ ماہ رواں کو منڈالہ واقع ممالک متوسط کو تشریف لے جائیں گے راستہ میں ایسٹ انڈین ریلوے کے والنٹیروں کے قواعد ملاحظہ کرنے کے لئے ایک دو روز قیام کریں گے۔

دہلی کے جنرل پوسٹ آفس پر ڈاکہ پڑا صرف پارسلوں کا صندوق اٹھا کر چلدیئے۔

کراچی میں ایک نیا کارخانہ کاتنے اور بننے کا کھلنے والا ہے جس کا سرمایہ ۱۲ لاکھ ہے اس کے مالک اور مہتمم بہت تجربہ کار مہاجن اور متمول آدمی ہیں ساڑھے چار لاکھ روپیہ انہوں نے اپنی جیب سے دیدیا ہے۔

پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب مسٹر میکسویل قائمقام ڈائرکٹر جنرل صیغہ ڈاکخانہ ہند مقرر ہوتے ہیں۔ کیونکہ مسٹر سٹوارٹ ولسن رخصت پر جانے والے ہیں۔

شمسی منت کے پیر ہز ہائینس سر آغاخان کے خلاف ایک مقدمہ بمبئی ہائی کورٹ میں دائر ہے۔ مدعیہ حاجی بی بی ہیں۔ یہ دعوی ہے کہ مدعیہ آغاخان اول جایداد میں اپنی جایز شرکت ظاہر کرتی ہے اور اس کا حصہ لینا چاہتی ہے بمبئی کے نامور وکلاء فریقین کے پیرو کار ہیں۔

مدراس میں ایک کانفرنس ہونے والی ہے کہ دستی کرگھوں کے وسیلہ سے نوربافی کو ترقی دینے کی تجاویز سوچے اور وسایل اختیار کرے۔

بارہ بنکی کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے پانچ چیدہ ڈاکوؤں کو بڑی ہوشیاری سے صرف ایک کنسٹبل کی مدد سے گرفتار کیا۔

امسال گورنمنٹ ہند کے دفاتر خلاف معمول بہت جلد شملہ پر کھلینگے ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء کو کھل جائیں گے۔

کلکتہ میں افواہ گرم ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی کے دو حصے کیے جائیں گے۔

احمدی ڈیپوٹیشن

آخر احمدی ڈیپوٹیشن کی تجویز پر عمل ہو گیا اور یہ قرار پایا ہے کہ ڈیپوٹیشن اپنا کام شروع کرے۔ اس ڈیپوٹیشن میں فی الحال خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ میاں چراغ دین صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ میاں معراج الدین عمر۔ ممکن ہے اور بزرگ بھی شامل ہو سکینگے۔ لاہور سے اس ڈیپوٹیشن نے کام شروع کیا ہے۔ لاہور کی رپورٹ جو نہایت اطمینان بخش ہے اگلی اشاعت میں دو نگا فی الحال پروگرام آیندہ کا دیا جاتا ہے امید ہے ہر جگہ کی جماعتیں اپنے قومی وفد کو خیر مقدم کہینگے۔

پروگرام

یہ وفد ۲۸ فروری ۱۹۰۸ء شام کو سات بجے امرتسر پہنچیگا۔ اور ۲۹ فروری کو دوپہر کو روانہ ہو کر کرتارپور سٹیشن سے ۲۹ ہی کو کپورتھلہ پہنچکر کام کریگا۔ یکم مارچ تک وہاں قیام ہوگا۔ یکم کو وہاں سے واپس ہوگا۔ ۸ مارچ ۱۹۰۸ء کو لائلپور ۱۴ مارچ کی شام کو گوجرانوالہ ۱۵ مارچ کی صبح کو راولپنڈی۔ راولپنڈی سے اسی روز شام کو روانہ ہو کر ۱۶ مارچ صبح مردان اور پھر اسی رات کو پشاور پہنچیگا۔ باقی پروگرام پھر

ویدک تعلیم کی عالمگیری

دسمبر ۱۹۰۶ء کے بیراہ مسافر جالندھر میں ایک دیانندی نے "ویدک تعلیم واقعی عالمگیر ہے" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس کے اول میں ہی آپ نے یہ لکھدیا ہے کہ "نکتہ چینوں کی اصول بحث سے ناواقفیت" اگر واقعی اس مضمون کا لکھنے والا دیانندی پنتھ سے خوب واقف ہوتا تو ہمیں زیادہ سمجھانے کی ضرورت نہ رہتی مگر اس مضمون کے پڑھنے سے ہمارے اس خیال کو بہت تقویت ہوتی ہے کہ دیانندی اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہ دیکھتے ہوئے دوسروں کے تنکے کو شہتیر بنادیا کرتے ہیں بہرحال ہم محققین کے روبرو اس مضمون کا لب لباب رکھکر التجا کرتے ہیں کہ وہ بنظر انصاف سے دیانندی صاحب کی دلایل کو پرکھیں۔

منشی محمد حسین صاحب کا اصل اعتراض یہ ہے کہ اگر سب ارواح نیک بن جاویں تو حیوانات و نباتات پیدا ہونے بند ہوکر پرمیشور کو انسان کے گذارے کے لئے کچھ اور انتظام سوچنا پڑیگا مگر چونکہ دُنیا کی جملہ اشیاء کی حالتیں ازلی اور ابدی ہیں جن کے بدلنے پر پرمیشور بھی قادر نہیں اس لئے حیوانات وغیرہ کی عدم موجودگی میں اس کا دوسری اشیاء سے کام لینا بھی ممکن نہیں ہو سکتا۔

اس اعتراض پر جو ناواقفیت پر مبنی تھا لالہ صاحب بہت اُچھلے کودے ہیں اور صرف ممکن ہو سکنے کے مفہوم پر ڈگری لے دی ہے اور آخر میں نتیجہ یہ نکالا ہے کہ "ہمارا (دیانندیوں کا) عقیدہ ہے کہ جس طرح سارے آدمیوں کی شکلیں یکساں نہیں ہوتیں جیسے کہ اُن کے خیالات اور رائیں ایک طرح کی نہیں پائی جاتیں ایسے ہی چونکہ وہ (بہ امتیاز تفریق نیک و بد کے) فعل کرنے میں خود مختار ہیں لہذا کبھی ایک وقت میں اُن کے کرم بھی یکساں نہیں ہونگے۔ نہ ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ ویدک دھرم نے آغاز آفرینش سے بنی نوع انسان کی دو ہی قسمیں بتلائی ہیں (۱) آریہ (۲) دیو۔ یعنے نیک اور بد"

یہ ہے نتیجہ جو عالمگیر مذہب کے پیرو لالہ دیانندی نے نکالا ہے اس نتیجہ کے پڑھنے سے جہاں ہمیں مدعی عالمگیر پنتھ کے ناواقف حامی کی عقل و خرد پر افسوس ہوا وہاں ایسے فضول اور بے اصول مضمون کے اندراج کے لئے بیراہ مسافر پر بھی سخت افسوس ہوا کہ اُس نے بلا سوچے سمجھے ایک ایسے مضمون کو درج رسالہ کر دیا جس نے دیانندی پنتھ کے اصولوں کو جڑ سے کاٹ دیا۔ بہرحال چونکہ ہمیں دیانندیوں کی تسلی کرنی منظور ہے اس لئے ہم اس مضمون پر بوضاحت بحث کرنے کے لئے اسے مختلف حصوں میں تقسیم کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو اس کے سمجھنے میں دقت محسوس نہ ہو

(۱) فطرت ایشور – روح و مادہ بموجب عقیدہ دیانندیاں (۲) کیا کوئی ایسا وقت ہو گذرا ہے جس میں بموجب ویدک عقیدہ کے تمام انسانوں کے کرم یکساں تھے (۳) کیا جو بات ایک دفعہ قانون قدرت میں ہو چکی ہے وہ دوبارہ ہو سکتی ہے یا نہیں (۴) کیا ویدک دھرم نے بنی نوع کی تقسیم آغاز آفرینش میں ہی کر دی تھی یا بعد ازاں ہوئی (۵) آریہ اور دیو کے معنے (۶) ہمارا فیصلہ۔

اب ہم اصل مضمون کی طرف رجوع کر کے ہر ایک عنوان پر لکھتے ہیں۔

(۱) ایشور – روح – مادہ کی فطرت

لالہ دیانند ستیارتھ پرکاش سملاس سات دفعہ ۱۵ صفحہ ۲۱۷ میں ایشور اور جیو کی ذات اور طبیعت کے بارے میں لکھتا ہے کہ ہر دو یعنے ایشور اور روح بالذات چیتن (ذی عقل) ہیں طبیعت ہر دو کی پاک غیر فانی اور دھارمک وغیرہ ہے آگے چل کر سملاس آٹھ دفعہ چار صفحہ ۲۳۸ پر پرکرتی یعنے مادہ کی تعریف لکھتا ہے کہ ستو (لطافت و پاکیزگی) رج (حالت متوسط) تم (کثافت یا غیر ذی شعوری) ان صفات کے جامع کو "مادہ" کہتے ہیں۔

مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہو گیا کہ روح جو ذی شعور ہے اس کی فطرت پاک اور دھارمک ہے اور "مادہ" محض ایک بے جان غیر ذی شعور تابع روح ہے یعنے جو افعال روح (جو ایک خود مختار ہستی ہے) اس سے کرانا چاہے وہ کر سکتی ہے۔ چونکہ لالہ دیانند کا عقیدہ ہے (ستیارتھ پرکاش سملاس آٹھ دفعہ ۱۴ صفحہ ۲۴۳) کہ کسی چیز کی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ جس چیز کی ازلی اور ابدی فطرت ہی دھارمک اور پاک واقع ہوئی ہے تو وہ اپنی پہلی حالت میں یعنے جبکہ اُس کا تعلق مادہ سے پہلی بار ہوا کیوں نہ ایک ہی حالت پر دھارمک اور پاک ہوگی اور پھر اگر گناہ کی کثافت سے جو ایک عارضی فعل ہے کچھ عرصہ کے لئے خراب بھی ہو جاوے تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ کسی وقت جلد یا بدیر وہ اپنی اصلی فطرت پر پھر جمع ہو جائے گی۔ کیونکہ کسی چیز کے فطرتی خواص ضائع نہیں ہو سکتے۔ مثلاً ایک سفید کپڑا لیجئے جس کی اصلیت سفید ہے مگر بباعث کثرت استعمال اس پر میل لگ گئی ہے اور جونہی کہ میل کو دور کر دیا جاوے اسی وقت وہ اپنی اصلیت حاصل کر لیتا ہے۔ اس سے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کہ انسان پیدا ہوکے پر بالکل پاکیزہ دھارمک اور ایک ہی حالت پر تھے ان کے کرم یکساں تھے۔ فطرتیں ایک تھیں۔ گویا لالہ دیانندی کے ناممکنات کی قلعی کھل گئی اور ثابت ہو گیا کہ بموجب ویدک عقیدہ کے کسی وقت گو اسے کتنا ہی لمبا چوڑا عرصہ گذر چکا ہو تمام انسانوں کے خیالات سرائیں شکلیں اور کرم بالکل ایک جیسے یعنے اپنی اصلی فطرت پاکیزگی اور دھارمک پن پر تھے۔ اور جس طرح میلا کپڑا دھونے سے اور نیز دیگر تدابیر سے سفید ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ویدک عقیدہ کے مطابق تمام انسان کسی وقت یہ عارضی پاپ کی میل دور کرنے پر اپنی فطرت اصلی یعنے دھارمک پن پر آجاینگے گو کتنے عرصہ دراز تک آویں مگر اصل فطرت پر آجانا لازمی ہے کیونکہ کسی چیز کے فطرتی خواص ویدک پرمیشور ہرگز نہیں بدل سکتا۔

(۲) کیا کوئی ایسا وقت گذر چکا ہے جس میں بموجب عقیدہ دیانند تمام انسانوں کے کرم یکساں تھے؟

بے شک ویدک عقیدہ کے مطابق ایک زمانہ میں تمام انسانوں کے کرم شکلیں خیالات سب یکساں گذر چکے ہیں جس کی تشریح لالہ دیانند نے اُپدیش منجری صفحہ ۵۹ پر اس طرح کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ آدی سرشٹی (یعنے دُنیا کے شروع میں) کے پیدا شدہ انسانوں میں گیان اور کرم کی وجہ سے اب جیسا فرق ہوگیا ہے موجود نہ تھا اُن لوگوں کو صرف کھانا پینا اور بھوگ کرنا ہی معلوم تھا اور اِن رشیوں میں بھی سب جاندار ایک ہی سے اور ایکرس تھے۔ پھر ذرا آگے چل کر مزید تشریح کر کے لکھتا ہے کہ آدی سرشٹی میں امیتھنی (سانکلپک) سرشٹی ہونے کی وجہ سے بہت سے جیو آتما انسانی جامہ میں پیدا ہوئے حیوان وغیرہ نہ ہوئے پھر چال چلن کے فرق اور پاپ پُن کے مطابق وے بھی جنمانتر کے چکر میں آپھنسے اب ہم مسافر بے راہ کے نامہ نگار سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ کا یہ عقیدہ کہ کسی زمانہ میں تمام آدمی ایک ہی شکل خیال رائے اور یکساں کرم کے نہیں ہو گذرے کس وید منتر یا دیانند کی کس پستک پر مبنی ہے اور یا یہ آپ کا خود تراشیدہ عقیدہ ہے

(۳) کیا جو بات ایکدفعہ قانون قدرت میں ہو چکی ہے وہ دوبارہ ہو سکتی ہے یا نہیں:

چونکہ بموجب ستیارتھ پرکاش سملاس ۹ صفحہ ۲۶۳ لالہ دیانند کا عقیدہ ہے کہ گناہ وغیرہ ایک عارضی فعل ہے طبعی نہیں۔ اس لئے جبکہ جیو کی طبعی صفت پاکیزگی ہے وہ گناہ کے عارضی فعل کو دور کر کے اپنی اصلی فطرت پر آسکتا ہے یعنے چونکہ انسان خود مختار ہے اس لئے پاپ کے عارضی میل کو دور کرنے پر قادر ہے۔ چونکہ ایک وقت ایسا گذر چکا ہے کہ تمام انسان پاک تھے اور پاپ سے مبرا تھے اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ ایک عارضی چیز کے دور ہونے پر وہ اپنی اصلی فطرت پر جمع ہو سکتے ہیں۔ کُل شیءٍ یرجع الیٰ اصلہ۔ مشہور مقولہ ہے۔ تمام انسانوں کا ایک ہی حالت پر آجانا کسی طرح قانون قدرت کے خلاف نہیں کہا جا سکتا۔

(۴) کیا ویدک دھرم نے بنی نوع کی تقسیم شروع دُنیا میں ہی کر دی تھی یا بعد ازاں ہوئی؟

(باقی

نمبر دوم کے ملاحظہ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ ویدک دھرم نے شروع آفرینش میں کسی قسم کی تفریق انسانوں میں نہیں مانی۔ مزید ثبوت اس کا یہ ہے کہ لالہ دیانند اُپدیش منجری صنہ پر لکھتا ہے کہ آدی سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے ان کے لئے کوئی امر و نہی نہیں تھا نہ ہی اتنک کوئی قانون تھا اور کہ ایسی حالت آدی سرشٹی میں کچھ عرصہ تک رہی بعد ازاں پرمیشور نے منشیوں کو وید گیان دیا پس وید کے گیان سے ہی گناہ اور نیکی کا علم ہوا اور اسی اسی قسم کے چلن ہوتے گئے (گویا وید ہی سب سے پہلا معلم پاپ ہوا) اور اس کے سیکھنے سے لوگوں میں پاپ کا مادہ پیدا ہوا۔ ورنہ اگر یہ کوک شاستر اور نیوگ شاستر دُنیا میں نہ آتا تو لوگ پاپ پر ہرگز مزاولت نہ کرتے۔ چونکہ مسافر بے راہ کے نامہ نگار کا عقیدہ ہے کہ شروع دُنیا میں ہی ویدک دھرم نے انسان کی دو اقسام بتائیں اس لئے اس کے ثبوت میں اور دیانند کی تردید میں کوئی وید منتر پیش کرنا چاہیئے۔

(۵) آریہ اور دیو کے معنے

ستیارتھ پرکاش کے بموجب آریہ اور دیو کے ایک ہی معنے ہیں یعنے نیکوکار عالم اور نیک۔ مگر چونکہ مسافر بے راہ کا نامہ نگار سنسکرت اور اپنی کتب سے محض بے بہرہ ہے اس لئے آریہ و دیو کے معنے اس نے نیک و بد لکھے ہیں۔ بے راہ کے اڈیٹر صاحب بھی لکیر ہی لکھی مارنا جانتے ہیں خواہ ویدک دھرم کا بیڑا ہی غرق ہو جاوے۔ جب نامہ نگار اس سمجھ اور عقل کا آدمی ہے تو ویدک دھرم کی افسوس سے حمایت ہونا معلوم۔ مولی عقل کے آدمی نے اردو پڑھکر دیانند کا نام سنکر الول جلول جو آیا دھر گھسیٹا۔ چونکہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں ایک جگہ لکھا ہے کہ فرشتوں کا نام آریہ عالم۔ دیو الخ ہو گیا تو اس کے معنے نامہ نگار نے سمجھے کہ آریہ کے معنے تو عالم ہوئے اور اس کی ضد میں بباعث درمیانی لکیر کے دیو کا لفظ پڑا ہے جسکے معنے آپ نے بُرا کر دیئے گویا دیو کے لفظ سے دیو پری کی کہانی یاد آ گئی واہ ری عقل اور اسپر حامی وید ہونے کا دعوےٰ

بریں عقل و دانش بباید گریست

(۶) ہمارا فیصلہ

جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ تمام انسان شروع دُنیا میں ایک ہی دھارمک حالت پر تھے پھر چونکہ ویدک ایشور سب کا انجام بخیر کرنے والا (ستیارتھ پرکاش سملاس اول دفعہ ۷ صفحہ ۱۲) اور سب کا پتا یعنے بہتری چاہنے والا (دفعہ صفحہ ۵۱) سب کی ماتا یعنے سب کی ترقی چاہنے والا (دفعہ صفحہ ۵۴) اور شدھ یعنے سب کو پاک کرنے والا (دفعہ صفحہ ۶۷) اور پھر سب سے بڑھکر ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ مجھ سے اس طرح پرارتھنا یعنے دعا کرو کہ اے پرماتما آپ اپنی رحمت سے از خود تمام جیووں کے دلوں میں جلوہ گر ہو جیئے تاکہ سب جیو دھرم پر چل کر ادھرم کو چھوڑ کر غایت درجہ کے آنند کو حاصل کریں اور دُکھوں سے الگ رہیں۔ (دفعہ ۵ ہو) جب انسانوں کی کوشش نیک اعمالی کے ساتھ ایشور کی مدد بھی جیسے مانگی گئی ہے شامل ہو جاوے تو ضروری بات ہے کہ تمام انسان کسی زمانہ میں نیک ہو جاوینگے۔ ورنہ ایسی دعائیں مانگنے کے لئے جن سے کچھ فایدہ حاصل نہ ہو تو تعلیم دینا فضول امر ہے اگر ویدک ایشور تمام جیووں کو ادھرم سے چھڑا کر آنند نہیں دے سکتا تو اس سے مانگنا یا التجا کرنا لا حاصل ہے۔

ہر دو فریقین کی دلائل دیکھنے سے ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ بے راہ نامہ نگار دیانند کی تعلیم محض بے بہرہ اور کندہ ناتراش ہے اور بجائے ویدوں کی حمایت کے ان کی تعلیم کی جڑ کاٹ رہا ہے اس لئے اُسے حق نہیں پہنچتا کہ وہ حامی وید ہونے کا دعوےٰ کر سکے منشی محمد حسین صاحب کے اعتراضات بہت معقول اور ستیارتھ پرکاش کی اصل تعلیم پر مبنی ہیں۔ اس لئے بجنسہٖ قائم ہیں۔ ہم کسی لائق و دانا دیانندی کے معقول دلائل پر غور کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ بہتر ہو کہ ویدک دھرمی کالت کے لئے کوشش کریں ؂ (خاکسار ابوالفضل محمد منظور الٰہی سوہدروی بھنڈرہ)

انجمن حمایت اسلام اور اُسکے مخالف

مَیں نے الحکم کی کسی دو اشاعتوں میں انجمن حمایت اسلام کے متعلق دو نوٹ لکھے تھے ؂ مَیں یہ کئی مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ انجمن حمایت اسلام ہمارے سلسلہ کے مخالف ہے لیکن اس کی مخالفت یہ نہیں سکھاتی کہ مَیں محض اس ایک خیال کو دل میں رکھکر اس کی مخالفت شروع کروں خدا نکرے کہ ہم لوگ ایسا کرنے والے ہوں کیونکہ یہ فرمان الٰہی کے خلاف ہے۔

لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا

علاوہ بریں یہ مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ دشمنی ہے کہ ایک مفید کام کو نقصان پہنچانے کے لئے کوشش کی جاوے مَیں نے اپنے پچھلے ریمارک میں جو کچھ ظاہر کیا تھا وہ ان واقعات کی بنا پر تھا جن کو محض خود غرضی کی بنا پر انجمن کے مخالف پیش کر رہے ہیں۔ کسی کو تنخواہ دار یا اجارہ دار انجمن ہونے کے طعنے دینا بتا رہا ہے کہ اصلاح طلب فریق کی غرض و غایت کیا ہے؟ اور جب ان مطالبات پر نظر کی جاوے جو یہ لوگ کرتے ہیں تو اصل حقیقت اور بھی کھل جاتی ہے پیسہ اخبار میں جس قدر مضامین انجمن کے خلاف شائع ہوئے ہیں اُن کو پڑھکر مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ مخالفت محض ذاتی اغراض کی بنا پر ہے۔ اور مخالف فریق اس میں ایسا مدہوش ہے کہ وہ اتنا بھی نہیں سوچتا کہ اس کا یہ طریق عمل مسلمانوں کے ایک چلتے ہوئے کام کو نقصان پہنچانے والا ہے۔ عین سالانہ جلسہ کے قریب آ کر مخالفت کا علم بلند کرنا کس دانشمندی اور مآل اندیشی کا نتیجہ ہے مجھے انجمن کے حسابات یا اندرونی حالات پر بحث کرنے کی اس وقت حاجت نہیں مَیں عام نظر سے اس مخالفت کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ مسلمانوں کے اس تعلیمی کام کے لئے مفید ہے یا نہیں؟ اس کا جواب صاف ہے کہ وہ مضر ہے مسلمانوں میں پہلے ہی خانہ جنگیوں کی کمی نہیں جو اب اس سلسلہ کو شروع کر کے اس کی تکمیل کی جاتی ہے۔ جن لوگوں نے شروع سے لیکر اتبک انجمن کے لئے محنت کی ہے اور بڑی جانفشانی سے کام کیا ہے انکو اس طرح پر ہدف ملامت بنانا بالکل نامناسب ہے۔ دو سال پہلے جب اس فریق نے شور مچایا تھا اُس وقت کیا کیا تھا جو اَب کریں گے۔ انجمن کے بعض کارکنوں کو مقدمات کی دھمکیاں دینا اور قوم میں بدنام کرنا۔ انجمن کو بدنام کرنا اور اس طرح پر مسلمانوں کو بدنام کرنا ہے۔ یہ وقت تھا کہ انجمن کے فنڈز کے لئے یہ مہذب اور معترض گروہ سعی کرتا مگر اس نے اُلٹی راہ اختیار کی ہے۔ اگر انجمن کے کام میں کوئی نقص ہے یا اُس کے حسابات قابل پڑتال ہیں تو کچھ مضایقہ نہیں انتظامی کونسلیں اور کمیٹیاں کس مرض کی دوا ہیں وہاں ان جھگڑوں کا فیصلہ کرو۔ اور وہ کالج اور مدرسے جو انجمن کے ماتحت ہیں انہیں قومی کام سمجھکر باہم متفق ہو کر انکی ترقی اور بہتری کی فکر کرو اس لئے کہ یہ اب مشترکہ کام ہو گیا ہے۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ کم از کم اس قسم کے تعلیمی اور دوسرے مشترکہ کاموں میں مسلمانوں کو مل کر کام کرنا چاہیئے جو قومی کام سمجھے جا سکتے ہیں اگر وہ اسلامی فرقہ بندیوں سے نجات نہیں پا سکتے۔ اگرچہ اگر دین مقدم ہو اور ہم اُس راہ پر چلیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور خود اور اپنی جماعت کو لیکر اسپر چل کے دکھایا تو یہ جھگڑے آج مٹ جائیں۔ بہر حال وہ بڑی اصلاح کا مدعی پیسہ اخبار جو طنز سے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر اعتراض کیا کرتا ہے کہ اس فرقہ نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالدی کیا اب اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھ سکتا ہے کہ اس نے ایک چلتے ہوئے کام میں روڑا اٹکانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ اس شرمناک طریق کو چھوڑنا چاہیئے۔ اگر کوئی قابل اصلاح امر ہے تو اُس کی برادرانہ طور پر اصلاح کرنی چاہیئے نہ کہ وہ رنگ اختیار کیا جاوے جو غیروں کو ہنسی کا موقع دے۔ اے خدا تو مسلمانوں کو چشم بصیرت عطا کر اور انہیں سمجھ دے کہ وہ اپنے نفع و نقصان کو